بفیض تاجدار اہلِ سنت حضور مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

ردِ غیر مقلدین میں علامہ فیض احمد اویسی صاحب کے رسائل کا مجموعہ

غیر مقلدوں کا آپریشن

حضور مفسرِ اعظم پاکستان، فیضِ ملت، شیخ القرآن و حدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند

مصنف: علامہ الحافظ مفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- فقہ حنفی اور وھابی
- گستاخی کس چیز کا نام ہے
- غیر مقلدین کی ننگے سر نماز
- آمین آہستہ کہنے کا ثبوت
- اذان سے قبل درود وسلام پڑھنا
- قرأت خلف الامام
- مزارات کے قبہ جات کا ثبوت

ناشر: جماعت رضائے مصطفےٰ

اورنگ آباد، مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

اذان سے قبل درود وسلام پڑھنا

تصنیفِ لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ

شاخ اورنگ آباد، مہاراشٹر

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ہم اہلِ سنت اذان سے قبل یا بعد "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه" پڑھتے ہیں، اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت نہیں۔ اگر کسی کے پاس اس کی شرعی قباحت کا ثبوت ہو تو پیش کرے، صرف چونکہ چنانچہ، اگر مگر سے نہیں بلکہ شریعت کی تصریحات سے ورنہ ہم سمجھیں گے کہ "محمد بن عبدالوہاب نجدی" کی سنّت کو زندہ کرنا مطلوب ہے کہ اس نے ایک موذن کو قتل کرا دیا تھا جس نے اذان کے بعد درود شریف پڑھا۔

ہم نے اس مسئلے کو دلائل سے بیان کیا ہے، اسے غور اور انصاف اور محض مسلمان ہو کر پڑھیے، اگر دلائل سے مسئلے کی تحقیق شرعاً صحیح ہے تو جی بھر کر پڑھیے، ورنہ دوسروں کو تو نہ روکیے۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور

۱۷ر صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ آج کل اہلِ سنّت کی مساجد میں عموماً اذان سے پہلے موذن بلند آواز سے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه" پڑھتے ہیں۔ اس پر دیوبندی، وہابی فرقے کو مندرج وجوہ سے اعتراض ہے:

(۱) بدعت ہے یہاں تک کہ اہلِ سنّت کے امام اور اسی صدی کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے زمانے تک بھی اس کا رواج نہیں تھا بلکہ ابھی چند سال ہوئے اس کا رواج پڑا ہے۔

(۲) عباداتِ معینہ میں اضافہ ہے، مثلاً چار رکعت کے ساتھ پانچویں رکعت ملانا یا دو رکعت کے ساتھ تیسری رکعت کا اضافہ حرام اور اشد حرام ہے۔ اسی طرح یہ اذان بھی ایک معینہ عبادت اور اس کے مخصوص کلمات ہیں، اسی لیے اس پر درود کا اضافہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

(۳) جس فعل کا کسی زمانے میں رواج پڑ جاتا ہے آنے والی نسل کو التزاماً کرنا پڑے گا اور وہ اسے اذان کا کالجزء سمجھ کر شرعی امر میں ایک ناجائز اضافہ کریں گے جس کا گناہ دورِ حاضرہ کے اہلِ سنّت کے علما اور عوام کے سر رہے گا، وغیرہ وغیرہ۔

الجواب

بیدہ ازمۃ التحقیق والصواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمھید

قبل از تحقیق چند ضروری باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں:

(۱) اہلِ سنّت اور وہابیوں دیوبندیوں کا اختلاف عوام کے لیے حیران کن ہے اور یہ ہمارے تمہارے مٹانے کا نہیں، حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آکر مٹائیں گے۔

(۲) جسے دین سے معمولی تعلق ہے وہ جانتا ہے کہ اہلِ سنّت عشقِ مصطفی ﷺ سے سرشار ہیں اور وہابی دیوبندی اس نعمت سے محروم ہیں۔ اہلِ سنّت جس مسئلے کو دائرۂ شرع میں رہ کر عشقِ نبوی ﷺ سے شروع کرتے ہیں وہابی دیوبندی چونکہ عشقِ نبوی ﷺ سے فارغ ہیں اس لیے بدعت کی آڑ لے کر برسرِ پیکار ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ عشقِ نبوی ﷺ کے غیر متعلق ہزاروں بدعات کے خود بھی مرتکب ہوتے ہیں بلکہ انہیں عین اسلام مانتے ہیں، چنانچہ تفصیل آئندہ چل کر عرض کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۳) جن اُمور کو بدعت، بدعت کی رٹ لگاتے ہیں پھر سیاسی طور پر یا غرضِ دنیوی اور طمع نفسانی کے تحت اس کے عامل بھی ہوتے ہیں مثلاً ''میلاد النبی ﷺ'' بہ ہیئت کذائیہ ان کے نزدیک حرام ہے، لیکن میلاد شریف کے لیے بلاؤ تو فوراً تشریف لائیں گے۔ اسی طرح سلام وقیام ان کے نزدیک بدعت ہے لیکن شامل ہوجائیں گے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مزارات سے دور بھاگتے ہیں، اور مزاراتِ اولیاءِ کرام کی آمدنی تو ان کے نزدیک ''لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ'' (معاذ اللہ) سے کم نہیں، مگر اب محکمۂ اوقاف کی تمام سیٹیں ایسے سنبھالی ہیں کہ گویا مزارات کے حقیقی متولی بھی یہی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۴) اعمال کا دارومدار نیات پر ہے، کوئی عمل ایسے حرام اور ناجائز نہیں ہوجاتا جب

تک اس میں نیت اور قصد کو دخل نہ ہو۔ فتویٰ اسی نیت اور قصد پر مرتب ہوگا جس کی ترجمان زبان ہے، لیکن یہ حضرات رجالاً بالغیب کے طور ہمارے متعلق بے پَر کی اُڑاتے رہتے ہیں مثلاً ہمیں کہتے ہیں کہ یہ مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور اہلِ مزارات کو مستقل طور پر مشکل کشا اور حاجت روا وغیرہ وغیر مانتے ہیں۔ حالانکہ ہم مزارات کے سجدے کو حرام سمجھتے ہیں۔ ہمارے امام برحق اسی صدی کے مجدد سیدنا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے صرف اسی موضوع پر ایک رسالہ ''الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ'' تحریر فرمایا ہے اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ انبیا و اولیا کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے حوائج و ضروریات کے لیے وسیلۂ عظمیٰ مانتے ہیں، جس کے متعلق ہماری سینکڑوں تحریریں موجود ہیں۔ ان افترا پردازوں کے لیے ہم کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے کہ انہیں ارشادِ باری سنا دیں کہ ''اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ'' (پارہ ۱۴، سورۂ النحل، آیت ۱۰۵)

بے شک جھوٹ کا افترا بے ایمان لوگوں کا کام ہے۔

(۵) بدگمانی کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

(پارہ ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۱۲)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔

اور اہلِ باطن کا کُلیہ (اٹل فیصلہ) ہے کہ

ان الظن الخبیث ینبت من القلب الخبیث۔

بے شک بدگمانی خبیث قلب سے پیدا ہوتی ہے۔

(۶) ہر نو ایجاد عمل بدعت نہیں بلکہ وہ قول وفعل عملِ بدعت ہے جو شریعت مطہرہ کا مقابلہ کرے اور اسی کے ارتکاب سے مطہرہ کوئی سنت مٹ جائے بلکہ جس عمل سے دین کو فائدہ پہنچے وہ اگرچہ جس زمانے میں ایجاد ہو تو اس نو ایجاد فعل (بدعتِ حسنہ) سے ثواب ملتا ہے جیسے مسجد کے محراب (بہ ہیئت کذائیہ) بدعتِ حسنہ ہے لیکن اسے نہ حرام کہا جاتا ہے،

نہ بدعت بلکہ ہر مسجد میں بنایا جاتا ہے اور بنانا ثواب ہے۔ اس مسئلے کی تحقیق کے لیے فقیر کا رسالہ "تحفۃ الاریب فی بدعات المحاریب" پڑھیے۔

(۷) جو قرآنی حکم مطلق یا عام ہو اسے محض اپنے قیاس سے مقید نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسی زمانہ یا وقت کا پابند کیا جا سکتا ہے جب تک کہ اس کے لیے دلیلِ شرعی نہ ہو۔

(۸) اُمورِ شرعیہ میں کسی قسم کا اضافہ اس وقت ناجائز ہے جب کہ اسی اضافہ کو واجب اور ضروری سمجھا جائے یا متعینہ اُمور کی ہیئت تبدیل کی جائے یا اس کے تعین میں کمی بیشی کی جائے، ورنہ بطریق استحباب اور بلا تغیر اُمورِ متعینہ ہر طرح کا اضافہ جائز ہے۔ ہزاروں مثالیں فقیر نے اپنی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ" میں بیان کی ہیں۔

(۹) شریعت مطہرہ کا قانون ہے کہ دین کو جب بھی ضرورت پڑے، بوجہ ضرورت فعل کا اضافہ جائز ہے۔ خیر القرون ہو یا قرونِ ثلاثہ کے بعد مثلاً خیر القرون میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح پر ایک امام کے پیچھے قرآن سننے کا اہتمام فرمایا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کی اذان کا اضافہ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تدوین و ترتیب حدیث کے علاوہ مساجد کے محراب بنوائے، حجاج بن یوسف نے قرآن پاک کے تیس پاروں پر ۱۱۴ سورتوں کو منقسم کیا، صدیوں بعد فقہائے کرام نے تثویب کا اضافہ نماز میں زبان سے نیت کرنے کی بدعت نکالی وغیرہ وغیرہ۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ" میں ہے۔

(۱۰) ہر مباح مسئلے پر قرآن و حدیث کی دلیل طلب کرنا گمراہوں کی نشانی ہے، ورنہ اسلام کا حکم یہ ہے کہ مسئلے کے انکار کرنے والے کو انکار کی دلیل پیش کرنا ضروری ہے چنانچہ فقہائے کرام نے ضابطہ بتایا: "اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ"۔ (الاشباہ والنظائر، باب ھل الاصل فی الاشیاء الاباحۃ او الحظر او التوقیف، جلد ۱، ص ۵۷) یعنی تمام اشیا ہمارے لیے مباح ہیں۔ پھر جس شئے کو کوئی حرام کہے گا تو اس حرام یا ناجائز ہونے کے لیے دلیل اس پر لازم ہے۔ ہمارے اوپر جتنے ہمارے مسائل و مراسم و معمولات ہیں اکثر اسی

قاعدے پر چلتے ہیں۔ عوام پر لازم ہے کہ جس مسئلے کو وہابی دیوبندی حرام یا ناجائز کہتے ہیں ان سے دلیل مانگیں مثلاً یہی "صلوٰۃ و سلام" جو ہم پڑھتے ہیں، اسے جو ناجائز کہتا ہے اس پر لازم ہے کہ کوئی آیت و حدیث دکھائے ورنہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں روکتے تو اب یہ کون ہیں روکنے والے۔ ان قواعد و ضوابط کے بعد اس مسئلے کے متعلق ہمارا مؤقف سنیے۔

ہمارا مؤقف

اذان کے کلمات میں کسی طرح کا اضافہ حرام ہے نہ پہلے نہ بعد کو نہ درمیان میں، البتہ اگر کوئی اذان سے پہلے کوئی الفاظ کسی وجہ سے بڑھاتا ہے جنہیں نہ وہ واجب سمجھتا نہ سنّت، نہ انہیں اذان کا جز مانتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کوئی شخص اذان سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھے یا کوئی اور کلمات پڑھ کر اذان پڑھے تو کون سا سر پھرا ہے جو اسے حرام کہے، خواہ اس بسم اللہ کو زور سے پڑھے یا آہستہ، التزاماً پڑھے یا کبھی کبھی۔ اسی طرح درود شریف سمجھیے، جیسے برکت کی خاطر ہر کام سے پہلے بسم اللہ شریف کے متعلق روایت ہے ایسے ہی درود شریف کے متعلق بھی مطلقاً روایتیں ملتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہابی دیوبندی بسم اللہ شریف پڑھنے کے لیے تو نہیں چونکتا لیکن اگر کوئی درود شریف پڑھتا ہے تو چیختا ہے کہ یہ بدعت ہے، حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس درد سے کوئی جلن ہے اور وہ کیوں، ان شاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر عرض کروں گا۔

درود شریف کا پڑھنا کسی وقت ممنوع نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کا وقت مقرر فرمایا ہے، لیکن درود شریف ایک ایسی عبادت ہے کہ جب پڑھو، جہاں پڑھو، جس طرح پڑھو ہر طرح سے مقبول و محبوب ہے۔ البتہ چند اوقات اور مقامات کو محدثین کرام نے مستثنیٰ فرمایا ہے، وہ بھی شانِ رسالت کے پیش نظر ہیں۔ پیشاب پاخانہ کے وقت، صحبت کے وقت، اشیا فروخت کی بولی لگانے کے وقت، ٹھوکر کھا کر، جانور ذبح کرنے کے وقت، چھینک کے وقت اور تلاوتِ قرآن کے درمیان

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آنے پر۔

اب دیوبندیوں وہابیوں پر فرض ہے کہ وہ اذان سے قبل درود شریف کی ممانعت کی وجہ بتائیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ وہ نہ بتا سکتے ہیں اور نہ بتانے کا ان کا طریقہ ہے، وہ تو صرف بدعت کے عاشق ہیں اور ایسے کسی مسئلے کو بدعت کہہ دینے سے وہ مسئلہ بدعت نہیں ہو جاتا ہے، جب تک شرعی دلیل نہ ہو۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے پاس دلیل ہے کہ مسلمان کو اذان سے مطلقاً درود شریف پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اور بہ ہیئت کذائیہ نہ سہی مسجد میں داخل ہونے سے قبل درود شریف پڑھنے کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت بھی "بسم اللہ اللھم صل علیٰ محمد" کہنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا۔ (نسیم الریاض، مواہب لدنیہ، زرقانی وغیرہ وغیرہ)

الحمد للہ سنّی مسلمان اذان سے پہلے بسم اللہ شریف بھی پڑھتا ہے اور درود شریف بھی، وہ دونوں عمل مسجد میں داخلے سے پہلے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک مسجد سے باہر اذان کہنا ضروری ہے، جو اندر دیتے ہیں وہ ان کی غلطی ہے۔ اب روایت مذکور میں اذان کی قید کے قطع نظر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا اور "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ" بھی درود شریف ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ ان شاء اللہ

قبل اذان صلوٰۃ وسلام کی ضرورت کیوں؟

بہت سے کمزور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قبل اذان صلوٰۃ وسلام ضد سے پڑھا جاتا ہے، اگر کوئی ضد سے پڑھتا ہے تو اس کی غلطی ہے ورنہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً آپ نے دیکھا ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر کو درستی اور خرابی معلوم کرنے کے لیے لوگ کہا کرتے ہیں "ہیلو ہیلو" یا کہتے ہیں "ون، ٹو، تھری" وغیرہ پھر مساجد میں ان کا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جا رہا ہے تو ہمارے اہلِ سنّت (جنہیں اسلام کا حقیقی درد اور انگریز بدبخت سے ازلی

دشمنی) کو گوارا نہ ہوا، انہوں نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر "درود شریف" ورد کیا تا کہ لاؤڈ اسپیکر کی نبض کا پتہ بھی چل جائے اور عشقِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا ہو جائے اور اسلام کا بھی بول بالا ہو اور پھر درود شریف پڑھنے پر وہ ہزاروں فوائد وفضائل بھی نصیب ہوں جنہیں فقیر ابھی عرض کرتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ یار لوگوں (وہابیوں، دیوبندیوں) کو انگریز سے پیار اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت، اسی لیے صرف بدعت کی آڑ میں شور مچایا کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا بدعت ہے حالانکہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق معلوم کرنا ہے پھونک ٹھونگا مار کر یا وہی انگریزی الفاظ بول کر، پھر کیوں نہ ہو کہ درود شریف پڑھا جائے کہ جس سے ہزاروں سعادتیں نصیب ہوں اور مطلب بھی پورا ہو۔

دوسری وجہ

یہ اپنے مقام پر مسلم ہے کہ ہم اہلِ سنّت کے نزدیک وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور ان کے اکابر لکھ گئے ہیں کہ ان کی ہم اہلِ سنّت بریلویوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً وہابی دیوبندی چوری چھپے سنّی بن کر پیٹ کا دھندا کیا کرتے ہیں اور ایسے ہی عوام کو امتیاز نہیں ہوتا کہ اہلِ حق کی اذان ہے یا اہلِ زاغ کی، تو ہم نے "درود شریف" حق وباطل کے امتیاز کے لیے پڑھا، اس سے ایک طرف پیٹ کا دھندا کرنے والا ہماری مساجد کا امام نہیں بن سکتا، دوسری طرف ہمارے عوام کی نمازیں ضائع نہیں جا سکتیں۔

شریعت کا قاعدہ اور تیسری وجہ

شرعِ مطہرہ نے قاعدہ اور ضابطہ قائم کیا ہے کہ جہاں مختلف مذاہب کا التباس ہو تو وہاں اپنے شعار کو نمایاں کرو، چنانچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں نصرانیوں، یہودیوں سے اسلامی لوگوں کا امتیاز پگڑی وغیرہ سے کرایا، پگڑی باندھنا فرضِ عین نہیں لیکن نصرانیوں، یہودیوں کو علیحدہ رکھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پگڑی اسلام کا شعار بنا دیا۔ ہم نے وہابیوں دیوبندیوں سے اپنی نمازوں اور مساجد کو دور رکھنے کے لیے صلوٰۃ وسلام کو شعار بنایا ہے۔

بلکہ ضروری

خود دیوبندیوں نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کی ضد میں گائے کی قربانی زیادہ ضروری ہے تاکہ اسلام کی شوکت میں اضافہ۔ ہو یہاں تک کہ ہفت روزہ ''شہاب'' میں حضرت مولانا محمد یعقوب اہلِ سنّت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق گائے کے جلوس کی ایک عجیب وغریب داستان لکھی ہے، جسے فقیر نے اپنی کتاب ''تذکرہ علمائے اہلِ سنّت'' میں لکھا ہے۔

اب جب کہ یہ لوگ "اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ" کے دشمن ہیں تو ہمارا فرض ہو گیا ہے کہ ان کے اس غلط طریقے کو مٹانے کے لیے ہر وقت پڑھیں اور بالخصوص جس ہیئت سے روکیں، ہم اُس ہیئت سے پڑھیں تاکہ شوکتِ اسلام کا بول بولا اور بدبختوں کا منہ کالا ہو۔

وجوہ مذکورہ بالا سے عوام کو ذہنوں سے یہ بات علیحدہ کر دینی چاہیے کہ اذان سے پہلے اب درود شریف کا رواج کیوں ہوا حالانکہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کی ہیئت کذائیہ ضرورتِ زمانہ کے مطابق تبدیل ہوتی ہے۔ حضرت امام شامی قدس سرہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے "تبتدل الاحکام تبتدل الازمان" اور مخالفین کا زعم ٹوٹ گیا کہ اذان سے پہلے بہ ہیئت کذائیہ درود شریف بدعت ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ضرورت کے تحت جائز ہے، اسے شرع مطہرہ سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں، تو اب درود شریف کے فوائد وفضائل بھی ذہن نشین فرمائیے تاکہ منکر بدقسمت کسی طریق سے غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے۔ حضور اکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے فوائد اتنے بے شمار ہیں کہ حد وشمار سے باہر ہیں، ان کا ضبط ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ان میں بعض کو علماء ومحدثین نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے، جنہیں فقیر نہایت اختصار کے ساتھ عرض کیے دیتا ہے تاکہ مصنف مزاج کو حقیقت تک پہنچنے اور اتنی بڑی سعادت حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

فوائدِ درود شریف

(۱) سب سے بڑا اور اہم فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ درود بھیجنے میں اس کو موافقت نصیب ہو جاتی ہے۔

(۲) اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس درجے بلند ہوتے ہیں، نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں محو کر دی جاتی ہیں۔

(۳) اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت لازمی ہو جاتی ہے۔

(۴) قیامت میں اسے رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہو گا اور اس ہولناک دن میں حضور اکرم ﷺ اس کے جملہ اُمور کے متولی ہو جائیں گے۔

(۵) اس کے تمام اُمور وحاجات اور مہمات کے لیے درود شریف کفایت کرے گا۔

(۶) کثرت[1] سے درود شریف پڑھنے والے سے سختیاں ٹل جاتی ہیں، خوف دور ہو جاتا ہے، بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

(۷) رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

(۸) مہتم آدمی بری الذمہ ہو جاتا ہے، دشمنوں پر غلبہ اور فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ملائکہ اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔

(۱۰) اعمال اور مال ودولت دونوں کی تطہیر ہو جاتی ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۱) دل کی تطہیر ہو کر اس میں نیک خیال اور جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ بھلائی کی توفیق ملتی ہے، بدی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور بُرے اعمال چھوٹ جاتے ہیں، دنیا و

---

[1] مؤذن کے دیگر اوقات کے علاوہ ہر اذان میں صلوٰۃ وسلام تین بار پڑھا جاتا ہے بلا ناغہ کم از کم پندرہ بار ہو جاتا ہے اور عرفِ شرع میں یہ عدد بھی کثرت میں شامل ہے۔ اُویسی غفرلہ

آخرت میں رُشد وہدایت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۲) فارغ البالی اور تمام کاموں میں برکت ہوتی ہے اور یہ نعمت و برکت اس کے مال و اسباب اور اولاد در اولاد حتیٰ کہ چوتھی پشت تک کو حاصل ہوتی ہے۔

(۱۳) طمانیتِ قلب حاصل ہوتی ہے، سکراتِ موت آسان ہوجاتی ہے۔

(۱۴) روزگار اور معیشت کی تنگی دور ہوجاتی ہے اور دنیا کے مہلکات سے خلاصی نصیب ہوتی ہے۔

(۱۵) بھولی ہوئی بات اس کی برکت سے یاد آجاتی ہے، فقر و فاقہ اس کی برکت سے جاتا رہتا ہے۔

(۱۶) اقسامِ بخل و جفا اور ہلاکت کی بددُعا سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۱۷) درود شریف کی مجلسوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

(۱۸) درود شریف کی کثرت سے حضور اکرم ﷺ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے اور اس سے مزید شوق و اُلفت پیدا ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے محاسن شریفہ دل میں داخل ہوتے اور کثرتِ برکت سے آنکھ میں متخیل ہوجاتے ہیں بشرطیکہ کامل توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے۔

(۱۹) درود شریف کی برکت سے مسلمانوں میں باہمی الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۲۰) درود شریف پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں گناہ درج کرنے سے فرشتے تین دن تک رُکے رہتے ہیں۔

(۲۱) فرشتے درود شریف پڑھنے والے کی غیبت سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔

(۲۲) درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ تلے ہوگا۔ اس دن کی پیاس سے محفوظ رہے گا۔

(۲۳) درود شریف میں ذکر و شکر الٰہی بھی شامل ہے۔ اس سے معرفتِ حق اور اقرارِ حق نصیب ہوتا ہے۔

(۲۴) درود شریف پڑھنے کا ایک عظیم اور کامل فائدہ یہ ہے کہ اس کا نام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔

(۲۵) اور ان فوائد و ثمرات میں سب سے بڑا فائدہ اور فضیلت یہ ہے کہ درود و سلام پیش کرنے والے کو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ بنفسِ نفیس جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔

فقیر اُویسی عرض کرتا ہے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

ناظرین

غور فرمائیے کہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے کتنے فوائد نصیب ہوئے، لیکن وہ بدقسمت کتنا بدبخت ہے جو صرف بدعت کی آڑ میں نہ خود پڑھتا ہے، نہ دوسروں کو پڑھنے دیتا ہے اور پھر شرعی رکاوٹ بھی کوئی نہیں۔ یہ صرف اسی تعصب اور گروہ بندی کی کارفرمائی ہے ورنہ جسے عشقِ مصطفی ﷺ نصیب ہے وہ اس طرح کی ہیرا پھیری نہیں کرتا۔ اس لیے کہ

عاشقانِ را بدلیل چه کار

لیکن باوجود ایں ہمہ ہمارے ہاں دلیل نہیں دلائلِ ساطعہ ہیں... صرف برہان نہیں براہینِ قاطعہ ہیں۔ پھر خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ درود شریف والے کو مندرجہ ذیل مژدۂ بہار بھی سنایا گیا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے اس کو خواب اور بیداری میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی سعادت میسر آتی ہے۔

خوب شد

بفضلہٖ تعالیٰ اذان سے پہلے "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ" کا ورد ہم اہلِ سنّت کو نصیب ہوا اور اس کی برکت سے ہزاروں کو دولتِ دیدار حبیبِ کردگار ﷺ سے نوازا گیا۔ چنانچہ ہماری مسجد سیرانی شریف کے مؤذن "صوفی محمد بخش حلوائی"

کو خواب میں سرکار کونین ﷺ کی زیارت کا شرف ملا تو اسی ''صلوۃ وسلام'' کی برکت سے۔ ایک دفعہ فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک دربار پُروقار میں مؤذنین کو حاضری کا موقع دیا جارہا ہے۔ کسی نے وہابیوں غیر مقلدوں کے ظہیر ماسٹر کو پیش کرنا چاہا تو حکم ہوا اسے آنے کی اجازت نہیں۔ پھر صوفی صاحب موصوف کی باری آئی تو انہیں دربار کے اندر جانے کا شرف ملا، یہ صرف اسی لیے کہ اذان کے بعد اور کبھی پہلے بھی ''صلوٰۃ وسلام'' درد بھرے لہجہ میں پڑھتے ہیں۔

درود شریف کے فضائل

جب ثابت ہوگیا اور ہم آگے وضاحت سے ثابت کریں گے کہ ''اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله'' بھی درود ہے تو پھر اس کے فضائل بھی ذہن نشین ضروری ہیں، ممکن ہے کسی کی قسمت بیدار ہو۔ اگرچہ درود شریف کے فضائل ان گنت ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ (مسلم)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا نام لیا جائے ا۔ ، چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا، اس کی دس خطائیں معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (احمد وغیرہ)

(۳) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر سو دفعہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

(المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمه محمد، جلد۷، ص ۱۸۷، حدیث ۷۲۳۵)

یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بَری ہے اور جہنم سے بھی آزاد ہے' لکھ دیتا ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائے گا۔

(۴) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں وہی شخص مجھ سے زیادہ قریب ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔ (ترمذی)

(۵) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ قبر میں ابتداً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (فضائل درود)

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کے سلام مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔ (نسائی وغیرہ)

(۷) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو، تمہارا درود بلاشک میرے پاس پہنچتا رہتا ہے۔ (ترغیب)

(۸) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک ایسے فرشتے کی تقرری فرما رکھی ہے جسے تمام مخلوق کی بات سننے (سمجھنے) کی قدرت وقوت عطا فرمائی ہے، پس جو شخص بھی (کسی زبان میں) قیامت تک مجھ پر درود بھیجے گا، وہ فرشتہ مجھے اس کا درود یوں پہنچائے گا کہ فلاں ابن فلاں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ (او کما قال) (ترغیب)

(۹) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جہاں پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں۔ (جلاء الافهام لابن القیم)

(۱۰) دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ اہلِ محبت کا درود شریف میں خود سنتا ہوں اور غیروں کا درود پہنچایا جاتا ہے۔

فائدہ

یہ تو ظاہر ہے کہ مومن ہی محبت سے پڑھتا ہے، جسے محبت نہیں وہ مومن ہی نہیں اور غیر وہی ہے جسے محبت نہیں۔ پھر پہنچایا جانا بھی آپ کے اعزاز کے لیے ہے ورنہ بارگاہِ حق میں بھی اعمال پہنچائے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کوئی نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ خود نہیں سنتا، اس لیے ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارا درود شریف حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور اس میں یعنی درود شریف کے سننے میں کوئی اشکال نہیں۔ اُویسی غفرلہ عرض کرتا ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

(۱۱) مواہب لدنیہ میں ایک روایت منقول ہے کہ قیامت کے دن وزن اعمال کے وقت ایک مومن کی نیکیاں کم پڑ جائیں گی تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سرانگشت برابر نکال کر پلڑے میں رکھ دیں گے تو نیکی کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس مومن کے استعجاب پر حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ تیرا درود ہے، جو تو نے مجھ پر بھیجا تھا۔ آج تیری ضرورت کے وقت میں نے اسے ادا کر دیا۔ (خصائص کبریٰ)

فائدہ

اس حدیث شریف پر غور کیجیے کہ بندۂ خدا کو دوزخ سے بہشت کا مستحق کس نے بنایا درود شریف نے بنایا اور وہ پرچے کا بوجھ نہیں بلکہ درود شریف کی برکت تھی جو اسے بہشت میں لے گئی۔

(۱۲) حدیث کی رو سے حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے، اس لیے جو غریب مسلمان راہِ خدا میں صدقہ کی استطاعت نہیں رکھتے، وہ درود شریف کا ورد کر کے یہ اجر و ثواب بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

حرفِ آخر

ان فوائد و فضائل کے پیش نظر ایک مسلمان اگر اذان سے پہلے درود شریف پڑھے اور اسے شرع مطہرہ کی طرف سے ممانعت نہیں پھر ایک بدبخت اسے روکنے کی کوشش کرے، بتائیے اس بدبخت کی نیت میں فرق ہے یا نہیں؟ ضرور اس کی نیت میں شبہ ہے۔ قطع نظر مذکورہ بالا دلائل کے خود قرآنِ کریم سے بھی اذان سے پہلے درود شریف کی ممانعت کے بجائے اجازت کا پہلو نکلتا ہے۔ چنانچہ آیت "صلوٰۃ" کو پڑھیے اور پھر غور کیجیے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمان اس حکم الٰہی کی تعمیل "اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" پڑھ کر کرتے ہیں۔ "صَلُّوْا" کے حکم کی تعمیل میں "الصلوٰۃ" اور "سَلِّمُوْا" کی تعمیل میں "السلام" اور "عَلَيْهِ" کی تعمیل "علیك یارسول اللہ" ہے، گویا "اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔

فائدہ

آیت کریمہ میں اہلِ ایمان کو درود شریف پڑھنے کا حکم ہے لیکن نہ وقت کی پابندی اور نہ ہی مخصوص الفاظ کا حکم اور نہ ہی کسی اور قید سے مقید۔

جب آیت میں حکم مطلق ہے تو پھر یہ کون لگتے ہیں چودھویں صدی میں آیت کو مقید کرنے والے کہ فلاں وقت پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو۔ مثلاً اذان سے پہلے نہ پڑھو اور بعد کو نہ پڑھو۔ پھر کبھی کہتے ہیں سلام و قیام میں کھڑے ہو کر نہ پڑھو اور کبھی یہ رکاوٹ کہ

جنازہ کے آگے صلوٰۃ وسلام (نعت خوانی) وغیرہ نہ پڑھو، کبھی یہ شرارت کہ نماز کے بعد نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ اور کبھی یہ فساد پھیلایا جاتا ہے کہ یہ درود نہ پڑھو، وہ الفاظ نہ بڑھاؤ، یہ نہ بڑھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ عموم آیت کے بعد کہیں تخصیص ہوتی ہے تو اس کے لیے بہت بڑے قواعد وضوابط متعین ہیں اور وہ بھی مجتہدین اپنے دور میں مقرر کر گئے۔ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کا کام نہیں کہ جسے منہ میں جو کچھ آئے کہہ دے مثلاً نماز کا حکم قرآن مجید میں مطلق فرمایا "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ"۔ اب جن اوقات میں جن لوگوں کو روکا گیا ہے یا اس میں قیود وتعین ہے تو اس کے قواعد وضوابط اور اُصول قائم ہوئے جن میں ہر شخص ان کا پابند ہے، اب اگر کوئی ان اُصول اور قواعد وضوابط کو مدنظر رکھ کر ثواب کی خاطر اوقاتِ مخصوصہ سے پہلے یا بعد کو نوافل پڑھے تو کوئی سرپھرا کہے یہ نوافل ناجائز ہیں، اس لیے کہ ان نوافل کا وجود نہ خیر القرون میں ہے اور نہ قرونِ ثلاثہ میں، آج تک کسی نے پڑھے۔ اس روکنے والے کو شریعت کے بھی جوتے پڑیں گے اور عوام کے بھی، لیکن افسوس ہے کہ درود شریف کے لیے اللہ تعالیٰ نے "صلوا وسلموا"۔ مطلقاً فرمایا، اس ارشادِ گرامی کے لیے بھی قیود وتعین شرعی کے اُصول وقواعد وضوابط مقرر فرمائے جو کہ اُصولِ فقہ واُصول حدیث و تفسیر میں مذکور ہیں۔ جس طرح "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" کے عموم کے بعد نفل دوگانہ سے روکنے والے کو شرعی جوتے پڑیں گے، اسی طرح ''صلوٰۃ وسلام'' سے روکنے والے کو بھی جوتے پڑنے چاہئیں، لیکن کب قیامت میں اور اب (آزادی کا دور ہے) دراصل ان کے روکنے کا سبب اس لیے نہیں کہ انہیں دین کا درد ہے بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے جسے فقیر آگے چل کر عرض کرے گا۔ ان شاء اللہ

اعتراضات

منصف مزاج کے لیے مذکورہ دلائل کافی ہیں لیکن پھر بھی اتمامِ حجت پر منکرین کے اعتراضات کے جوابات بھی ضروری ہیں۔ منکرین کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ بدعت ہے، اس کا جواب پہلے بھی دیا گیا ہے اور اس پر فقیر کی مستقل کتاب "العصمۃ من البدعۃ

" کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ نفسِ درود شریف میں تو کوئی انکار نہیں باقی ہیئت کذائیہ کی وجہ سے درود شریف بدعت نہیں ہو گیا اور ہیئت کذائیہ بھی شرعاً جائز ہے، جس کا بیان گذر چکا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" درود شریف نہیں بلکہ یہ الفاظ بھی بدعت ہیں، اس کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" بھی درود ہے، مخالفین کی عادت ہے کہ نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ احادیث یعنی ان کی تاویلیں کر کے اپنی منواتے ہیں۔ فقیر کا تجربہ ہے کہ اگر انہیں اپنے اکابر کی عبارات دکھائی جائیں تب بھی مانتے اگرچہ نہیں لیکن حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ان کے اکابر کی عبارات یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے ص ۱۲۴ پر فرماتے ہیں:

وبعدہ فریضۂ نماز بگزارووچون سلام وهدیه اورادفتحیه خواندن مشغول شود که از تبرکات انفاس هزار دچهار صدولی کامل جمع شده است وفتح هر یك ازاں کلمه بوده است هر که از سر حضور ملازمت نماید برکت وصفائی آں مشاهده خواهد نمود و از ولایت هزار وچهار صدولی نصیب یابد.

یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے، جب سلام پھیرے اور ادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے کہ وہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک ولی کی اس کے ایک ایک کلمے سے ہوئی ہے۔ جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے اس کی برکت وصفائی کا مشاہدہ کرے گا اور چودہ سو ولیِ کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور فیضیاب ہوگا۔

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اورادِ فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے تو وہاں

ان کو حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو اورادِ فتحیہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اورادِ فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے وہ چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ نے حضرت سید علی امیر کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس اورادِ فتحیہ کے پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ اسی اورادِ فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے:

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله
الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله
الصلوٰة والسلام عليك يا رحمة للعلمين
الصلوٰة والسلام عليك يا شفيع المذنبين
الصلوٰة والسلام عليك يا سيد المرسلين
الصلوٰة والسلام عليك يا امام المتقين

فائده

غور فرمائیے اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور اکرم ﷺ نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیا اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور اکرم ﷺ اور شاہ ولی اللہ صاحب کو شرک کا علم نہیں تھا جو پڑھنے کو دے رہے ہیں یا آج کل کے یہ لوگ ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

پیر چہ می گوید

مخالفین کو علمی اعتبار سے شاہ صاحب پر اعتماد ہے اور پیری مریدی کا تعلق حاجی

امداد اللہ مہاجر مکی سے رکھتے ہیں۔

(۲) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے پیر و مرشد ہیں اور جن کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ وہ اس زمانے میں اللہ کی حجت ہیں۔ وہ حاجی صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور اکرم ﷺ کی زیارتِ مبارک کا شوق ہو وہ

بعد نمازِ عشاء باطہارت کامل و جامۂ نو و استعمالِ خوشبو باادب تمام رو بسوئے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جنابِ قدس حقیقت محمدی برائے حصولِ زیارت جمالِ مبارک ﷺ ودل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آں حضرت ﷺ بہ لباس بسیار سفید و عمامہ سبز و چہرہ منور مثل بد و بر کرسی تصور کند الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ راست، الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ چپ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، درد دل ضرب کند وایں درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند ان شاء اللہ تعالیٰ بہ مطلوب خواہد رسید۔

عشاء کے بعد پاک وصاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہِ الٰہی میں حضور ﷺ کے جمالِ مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات وساوس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پرنور ﷺ بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ افروز ہیں اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی ضربیں لگائے اور جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے در پے

پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

(۳) یہی حاجی امداد اللہ مہاجر صاحب فرماتے ہیں: "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله" بصیغۂ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں، یہ اتصال پر مبنی ہے "له الخلق والامر" عالم امر مقید بہ جہت طرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ (امداد المشتاق، ص ۵۹ مرتبہ تھانوی)

فائدہ

تمام دیوبندیوں کے پیرومرشد تو فرما رہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو حضور اکرم ﷺ کو حاظر وناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اس کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوجائے گی، لیکن مرید کہتے ہیں کہ شرک ہے۔ طریقت میں وہ مرید نہیں مرید (بالفتح) کہا جاتا ہے۔

غور فرمائیے کہ اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک وبدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے وہ کون ہوا؟

(۴) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله" (شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ، ص ۱۸)

(۵) دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله" کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزا اُڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں، حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ درود شریف اگرچہ بصیغۂ خطاب وندا کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب، ص ۶۵)

(۶) دیوبندیوں کے رأس المحدثین مولوی محمد زکریا شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

نے لکھا کہ بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یارسول الله، السلام علیك یانبی الله وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی رسول الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی الله اسی طرح آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فضائل درود شریف، ص ۲۸)

غیر مقلدین وہابی

مذکورہ بالا حوالہ جات دیوبندیوں کو غور سے پڑھنے چاہئیں، اگرچہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے لیکن ہم اپنی ذمے داری سے سبکدوش ہوئے۔ باقی رہے غیر مقلد وہابی وہ ان سے بھی زیادہ ضدی اور ہٹ دھرم ہیں، لیکن ہمارا کام ہے راہِ حق سب کو بتانا۔ چنانچہ ان کے لیے حوالہ جات مذکور میں سے اول الذکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غور سے پڑھیں کیونکہ غیر مقلد وہابی ان کو بھی اپنا مسلم امام مانتے ہیں اور ذیل کا حوالہ حاضر ہے جسے دیوبندی یعنی گلابی وہابی اور غیر مقلد یعنی چٹے وہابی دونوں اپنا مسلم پیشوا مانتے ہیں۔

(۷) ابن قیم، ابن تیمیہ کے شاگرد نے اپنی کتاب جلاء الافہام پر لکھا کہ ابوبکر بن عمر نے فرمایا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے۔ ابوبکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے اور ان کو سینے سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

فقلت له یا سیدی یفعل هذا بالشبلی وانت وجمیع من ببغداد یتصورونه انه مجنون فقال لی فعلت به کما رأیت رسول الله یفعل به و ذلك أنی رأیت رسول الله فی المنام وقد اقبل الشبلی فقام الیه و قبل بین عینیه فقلت یا رسول الله اتفعل هذا بالشبلی فقال هذا یقرأ بعد صلاته لقد جاء کم رسول من انفسکم إلی آخر السورة و

يقول ثلاث مرات صلى الله عليك يا محمد

(جلاء الافهام، الموطن الخامس والثلاثون من مواطن الصلاة عليه ص۲۳۳، دار العربة الكويت)

تو میں نے عرض کیا: اے میرے آقا آپ نے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے ہیں؟ (ابو بکر بن مجاہد نے) فرمایا: میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے اور حضور سید عالم ﷺ ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھتا ہے "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ" آخر سورۃ تک اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے "صلى الله عليك يا محمد" اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے۔

فائدہ: غور فرمائیے کہ ہر نماز کے بعد "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" کے بعد "صلى الله عليك يا محمد" پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور اکرم ﷺ نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمالِ مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور اکرم ﷺ شفقت و رحمت فرماتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں رہتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو معلوم ہے کہ میرا فلاں غلام فلاں مقام پر یہ عمل کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال: "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" کے عدم جواز کی دو وجہیں

ہیں اس میں عليك آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو۔ نبی کریم ﷺ نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سنتے ہیں، لہٰذا یہ شرک ہے۔ (۲) اس میں یا حرفِ ندا ہوتا ہے اور غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہے۔

جواب: اگر یہ شرک ہے تو پھر پانچوں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے اور نماز پڑھنے والے سب مشرک ہیں کیونکہ ہر نماز میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پڑھا جاتا ہے، اس میں بھی تو حرفِ ندا اور خطاب کا صیغہ عليك موجود ہے، لہٰذا جو لوگ اس درود کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہہ دیں۔

سوال: نماز میں تو حکایت کے طور پر پڑھا جاتا ہے یعنی شب معراج اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یوں کہا پھر ہمیں نماز میں وہی الفاظ بطورِ نقل کے حکم دیا ہے۔

جواب: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" نماز میں پڑھنا محض حکایۃً نہیں بلکہ انشاء ہے یعنی نمازی کا اُس وقت یہ تصور ہو کہ میں اب حضور اکرم ﷺ کو سلام عرض کر رہا ہوں اور وہ میرے سامنے موجود ہیں۔ اس پر فقیر نے رسالہ "رفع الحجاب عن تشهد اهل الحق واهل الغراب" لکھا ہے، اس سے چند حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) درمختار میں ہے کہ

وَيَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهٗ يُحَيِّي اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذٰلِكَ ذَكَرَهٗ فِي الْمُجْتَبٰى۔

(الدر المختار، فصل واذا اراد الشروع في الصلاة كبر، جلد۱، ص ۵۱۰)

تشہد کے الفاظ سے اس کے معنی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی کریم ﷺ پر اور اس کے اولیا پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے، اخبار کا ارادہ نہ کرے۔

(۲) علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر یوں فرمایا:

اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ، وَالْحِکَایَۃَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّہٖ سُبْحَانَہٗ وَمِنَ الْمَلَائِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ..

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب فروع قرأ بالفارسیة أو التوراة أو الانجیل، جلد۲، ص۸۸)

یعنی التحیات میں معراج کے اس کلام کے قصے کی نیت نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ربّ تعالیٰ اور ملائکہ کے درمیان ہوا۔

(۳) حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کے بیان میں فرماتے ہیں:

نیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان ست درجمیع احوال و اوقات خصوصا در حالت عبادات و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفاء قدس سرھم گفتہ اند ایں کہ خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود حاضر ست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تابانوار قرب واسرار معرفت منور و فائز گردد۔ (لمعات، جلد۳، ص۱۸۱، مطبوعہ اشیش محل روڈ لاہور)

حضور ﷺ مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں، تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت وانکشاف زیادہ قوی تر ہوتا ہے، اس لیے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ موجودات کے ذرّے ذرّے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ

رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ نورِ معرفت کے اسرار سے منور اور کامیاب ہوجائے۔

(۴) حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں:

وأحضر فی قلبك النبی صلی الله علیه و سلم وشخصه الكریم وقل سلام علیك أیها النبی ورحمة الله وبركاته ولیصدق أملك فی أنه یبلغه ویرد علیك ما هو أوفی منه.

(احیاء العلوم، بیان تفصیل ما ینبغی أن یحضر فی القلب عند كل ركن و شرط من أعمال، جلد۱، ص۱۶۹)

کہ اے نمازی التحیات میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" پڑھنے کے وقت حضور اکرم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کرکے اور آپ ﷺ کی صورتِ مبارکہ کا تصور دل میں جما کر "السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" عرض کر اور یقین جان کہ یہ سلام حضور اکرم ﷺ کو پہنچ رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ اس کا جواب دانی اپنی شانِ کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

(۵) قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمه الله تعالی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فی التشهد لینبه الغافلین فی جلوسهم بین یدی الله عزوجل علی شهود نبیهم فی تلك الحضرة فانه لایفارق حضرة الله تعالی ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافهة.

(المیزان الکبریٰ للشعرانی، باب صفة الصلوٰة، جلد۱، ص۱۶۷، مصطفی البابی مصر)

میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد

میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا جو لوگ اللہ عز وجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے، پس بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

فائدہ

اس عبارت میں "شهود نبيهم في تلك الحضرة" (نبی کریم ﷺ کا بارگاہِ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور "فانه لايفارق حضرة الله تعالى ابدا" (نبی کریم ﷺ بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے) اور "فيخاطبونه بالسلام مشافهة" (نمازی بالمشافہ یعنی حضور ﷺ کے روبرو حضور ﷺ کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں، یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کررہے ہیں۔ ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کورِ باطن کا یہ کہنا کہ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے، حضور ﷺ کی محض خیالی صورت ہوتی ہے خود حضور بارگاہِ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے، کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے۔

(۶) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "فتح الباری شرح صحیح بخاری" میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے:

ويحتمل أن يقال على طريق أهل العرفان إن المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات أذن لهم بالدخول في حريم الحي الذي لا يموت فقرت أعينهم بالمناجاة فنبهوا على أن ذلك بواسطة نبي الرحمة وبركة متابعته فالتفتوا فإذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر فأقبلوا عليه قائلين السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته.

(فتح الباری شرح بخاری، قوله باب التشهد في الآخرة، جلد۲، ص۳۱۴)

اہلِ عرفان کے طریقے پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت متابعت کے طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہیں یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہی "السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته" کہتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(۷) یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱ (۸) مواہب اللدنیہ جلد ۲ ص ۲۲ (۹) زرقانی شرح مواہب جلد ۷ ص ۳۲۹ (۱۰) زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ۱ ص ۱۷۰ (۱۱) سعایہ جلد ۲ ص ۲۲۷ (۱۲) فتح الملہم جلد ۲ ص ۱۴۳ (۱۳) اوجز المسالک جلد ۱ ص ۲۶۵ پر بھی بعینہٖ مرقوم ہے۔

مقامِ غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی وامام قسطلانی وامام بدرالدین عینی وامام زرقانی وحجۃ الاسلام امام محمد غزالی وشیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ حتی کہ دیوبندیوں کے صاحب فتح الملہم واوجز المسالک سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ "فإذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر" یعنی جب نمازی دربارِ الٰہی میں نظر اُٹھاتا ہے تو حبیب کو حرمِ حبیب میں حاضر پاتا ہے۔ اور فوراً عرض کرتا ہے:

"السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ"

فائدہ

ان کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ شبِ معراج یونہی ہوا، اس لیے انور شاہ کاشمیری نے العرف الشذی میں لکھا کہ معراج والی مذکورہ بالا روایت صحیح نہیں۔

چیلنج

فقیر دعویٰ سے کہتا ہے کہ اس کے متعلق صحیح مرفوع حدیث کوئی مولوی وہابی پیش کرے تو منہ مانگا انعام پائے۔

یاد رکھیے کہ ہماری تائید جس طرح دیوبندیوں کے اماموں نے کی ایسے ہی نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی تائید کی ہے، چنانچہ لکھا کہ

نیز آں حضرت همیشه نصب العین مومنان وقرة العین عابدان ست درجمیع احوال واوقات خصوصا درحالت عبادات ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست وبعضے از عرفاء قدس سرهم گفته اند ایں که خطاب بجهت سریان حقیقت محمدیه است علیه الصلوٰة والسلام در ذرا ئر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود حاضر ست پس مصلی باید که ازیں معنی آگاه باشد وازیں شهود غافل نبود تابانوار قرب واسرار معرفت منور و فائز گردد آرے۔

دراه عشق مرحله قرب وبعد نیست می بینمت عیاں دعا می فرستم

(مسک الختام شرح بلوغ المرام، کتاب الصلوٰۃ، باب ۷، صفۃ الصلوٰۃ جلد ۱، ص ۲۴۴، مطبع نظامی کانپور)

تمام احوال واوقات خصوصاً عبادات کی حالتوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنین کا نصب العین اور عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں، عبادات کے مواقع میں نورانیت اور انکشاف زیادہ قوی ہوتا ہے۔ بعض عارفین قدس اسرارہم نے فرمایا کہ نماز میں السلام علیك کا خطاب حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا ہے جو موجودات کے تمام ذرّات اور ممکنات کے تمام افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے، لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں، اس لیے نمازی کو اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس موجودگی سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو جائے۔

عشق کی راہ میں قرب وبعد کا مرحلہ نہیں ہے
میں آپ کو واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور دعا پیش کرتا ہوں

فائدہ

ان حوالہ جات سے صاحبِ انصاف غور فرمائے کہ منکر اور مخالف کو انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے، ہاں ضدی لاعلاج ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر طرح سے ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ" پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بیشمار مسلمانوں اور بزرگوں کو کافر ومشرک بنا دینے کے مترادف ہے۔

سوال: یہ درود شریف منقول نہیں ہے لہذا سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔

جواب: منقول نہ ہونا عدم جواز کی دلیل نہیں بنتی، دوسرا قرآن مجید جب حکم عام ہو تو پھر اس کے عموم میں کسی خاص بات کی پابندی نہیں ہوتی مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ادْعُوْنِیْ" مجھ سے دعا مانگو۔ اب ہم جن الفاظ سے اللہ سے دعا مانگیں جائز ہے، کسی خاص لفظ کی پابندی نہ ہوگی۔ اسی طرح آیت میں "صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا" میں صلوٰۃ اور سلام عام ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں، وہ جائز ہے۔ کیا کوئی ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور ﷺ نے اس درود شریف سے منع فرمایا ہے بلکہ اس کی تائید ملتی ہے، چنانچہ چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ابن ابی فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے متعلق ملا علی قاری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں "وثقه جماعة واحتج به أصحاب الکتب الستة") فرماتے ہیں:

سمعت بعض من أدركت يقول بلغنا أنه مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تعالىٰ عليه وسلم فتلا هذه الآية: (إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) ثم قال صلى الله تعالى عليك يا محمد مَنْ يَقُولُهَا سَبْعِينَ مَرَّةً، نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللهُ عليك يا فلان ولم تسقط له حاجة.

(شرح شفاء، فصل فی حکم زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم وفضیلۃ من زارہ وسلم علیہ، جلد ۲، ص ۱۵۲)

میں نے بعض ائمہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے "إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ" آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے "صلى الله عليك يا محمد" تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور تیری تمام حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔

(۲) علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی حاجت کے لیے صحرا و جنگل میں تشریف لے جاتے تو

فلا يمر بحجر ولا شجر إلا قال الصلاة والسلام عليك يا رسول الله.

(السيرة الحلبية، باب سلام الحجر والشجر عليه صلى الله عليه وسلم قبل مبعثه، جلد ۱، ص ۳۲۰)

تو آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے تو وہ کہتا "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"۔

(۳) علامہ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

والمنقول انهم كانوا يقولون في تحيته الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله. (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض جلد ۳ ص ۴۵۴)

منقول ہے کہ صحابہ کرام دربارِ رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"۔

(۴) علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لأنه لا يحفظ عن أحد من الصحابة أنه خاطب النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليك. (المواهب اللدنية، فصل انها من المستحبات، جلد ۲، ص ۲۵۲)

کہ بیشک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوٰۃ کے الفاظ یوں کہتی تھی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک"۔

(۵) بیہقی شریف میں ہے صحابہ کرام نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ. فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي، جلد ۲، ص ۱۳۶، حديث ۲۹۶۳)

یا رسول اللہ! ہم اپنی نمازوں پر آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ"۔

فائدہ

حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ نماز میں درودِ ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ نماز کے علاوہ صحابہ کرام کے بھی الفاظِ صلوٰۃ یہ ہوتے تھے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک"۔

(۶) امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر لے جانا اور عرض کرنا یا رسول اللہ! آپ کا یارِ غار ابو بکر صدیق حاضر ہے۔ چنانچہ آپ کا جنازہ روضۂ اقدس پر لایا گیا تو صحابۂ کرام نے الفاظ "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ" سے سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہیں۔ فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر

شریف سے آواز آئی "اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ (تفسیر الرازی، سورۃ الکہف، آیت ۹، جلد ۱۰، ص ۱۶۷)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے ظاہری زمانۂ پاک میں بھی بصیغۂ خطاب وندا صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا، لہٰذا بدعت نہ ہوا۔ آخر میں مسلمان بھائیوں سے پُرزور اپیل ہے کہ ان مشرک ساز مولویوں کے چکر میں نہ آئیں بلکہ نہایت شوق و ذوق، اُلفت ومحبت سے اس درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ وعلی الك واصحابك یاحبیب اللہ" کو خوب پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں۔

سوال: چیخ کر پکارتے ہو، حالانکہ درود شریف چیخ کر پڑھنا مکروہ ہے؟

جواب: یہ بھی ذکر ہے اور ذکر کو جتنا بلند آواز سے پڑھا جائے اتنا قلب بیدار ہوتا ہے علاوہ ازیں حضور اکرم ﷺ کا بھکاری بن کر (بوجہ ان کے وسیلۂ جلیلہ ہونے کے) ہم انہیں فریاد سناتے ہیں اور بھکاریوں کا کام ہی چیخنا اور چلّانا ہے، اس سے کریم کا دل زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جہاں ندائے یارسول اللہ ﷺ کا ثبوت ملتا ہے، وہاں ان سے عرض کرنے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ چنانچہ فقیر نے رسالہ "نعرۂ رسالت" میں دلائل سے اس مضمون کو لکھا ہے جس نے درود شریف کو بلند آواز سے مکروہ بتایا ہے اس کے ہاں دلائل نہیں ہیں، صرف اپنی من مانی ہے، وہ ہم نہیں مانتے۔ اس کے متعلق مزید دلائل فقیر کی کتاب "حاضر وناظر" میں ہے۔

سوال: ادھر تم حضور اکرم ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہو، ادھر پھر چیخ چلّا کر انہیں پکارتے ہو؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو ہم سب "شہ رگ" سے زیادہ قریب مانتے ہیں لیکن پھر بھی اسے زور سے پکارنا جائز ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ زور سے کیوں پکار رہے تھے؟ کہا شیطانوں کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔ ایسے ہی

ہمارے لیے سمجھیے کہ ہم وہابیوں دیوبندیوں کو بھگاتے ہیں اور عاشقوں کے عشق کو بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ تجربہ کیجیے کہ یہ درود شریف جہاں پڑھا جائے گا وہابی دیوبندی بھاگ جائیں گے اور رسالت کے پروانے نبی پاک (ﷺ) کے دیوانے قربان ہوتے رہیں گے۔

سوال: آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہیں اور پھر زور سے چیختے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲)

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

جواب

مفصل جوابات فقیر کی کتاب "حاضر وناظر" میں دیکھیے، اجمالی جواب یہ ہے کہ "فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ" سے ممانعت ہے، یعنی آپ کی آواز مبارک پر جہر نہ کرو۔ اگرچہ پھر محدثین کرام نے مطلقاً آپ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو سے روکا ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ آپ اپنے جسدِ اطہر سے جہاں رونق افروز ہوں، وہاں زور سے نہ بولو۔ یہی وجہ ہے کہ روضۂ انور گنبد خضرا پر حاضری دینے والوں کو بلند آواز سے بات کرنے کی ممانعت ہے اور ہم نبی پاک ﷺ کے جسدِ اطہر کو ہر جگہ حاضر وناظر نہیں مانتے بلکہ آپ کے جلوہ ہائے نورانی اور تجلیاتِ روحانی کو ہر جگہ اور ہر وقت حاضر وناظر مانتے ہیں اور پھر حضور اکرم ﷺ کے متعلق جامع الحقائق ہونے کی وجہ سے مختلف حیثیات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ آپ کی حقیقت جسمانی کے لیے "لَا تَجْهَرُوْا" کا حکم ہے، آپ کی حقیقت روحانی کے احکام اور۔ ہمارے ہاں جتنے دلائل اور پھر اعتراضات اور ان کے جوابات لکھ دیتے اگر کسی

صاحب کو مزید معلومات یا سوالات ہوں تو لکھیے اور اذان کے بعد وقفہ کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جسے اصطلاحِ فقہ میں تثویب کہتے ہیں، اس کے دلائل دیکھنے مطلوب ہوں تو فقیر کے رسالہ "التحقیق العجیب فی مشروعیۃ التثویب" کا مطالعہ کیجیے۔

فصلی اللہ تعالیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ھذا آخر مارقمہ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ۔ بہاولپور، پاکستان

۱۷/صفر المظفر ۱۳۹۵ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۷۵ء بروز اتوار

بعد نمازِ ظہر دارالتصنیف